

قبر کی پہلی رات

<"xml encoding="UTF-8?>



ترجمہ:

محمد عیسیٰ روح اللہ

تصحیح:

حجۃ الاسلام غلام قاسم تسنیمی

پیشکش:

امام حسین فاؤنڈیشن قم

مقدمہ

آیات اور روایات کے مطابق قبر وہی بزرخ ہے۔ یہ قبر جو کہ ایک گھاٹی اور گھاؤ ہے اور ہمارے مادی بدن کو اس میں رکھا جاتا ہے جب بدن اس میں مستقر ہو جاتا ہے تو اس کا دنیائی نظام سے کوئی رابطہ نہیں رہتا ہے اور ایک نئے نظام کا آغاز ہو جاتا ہے اس کو عالم بزرخ کہا جاتا ہے اور قیامت آنے تک پھر انسان کے مادی بدن سے کوئی سر و کار نہیں رہے گا۔ پس اگر قبر کی سختی اور فشار، نکیر و منکر کے سوالات، وحشت قبر جیسی عبارتیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں تو ان سب سے مراد وہی عالم بزرخ ہے۔

امام صادق علیہ السلام سے سوال ہوا کہ بزرخ کیا ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: بزرخ وہی قبر ہے جس میں انسان مرنے کے بعد سے قیامت تک رہے گا۔ اس زمانی فاصلے کا نام بزرخ ہے۔ وہ گھڑی جس میں انسان کی روح بدن سے نکل جاتی ہے بہت ہی عجیب گھڑی ہے بلکہ مرنے کے بعد وہ شروع کے ایام بھی بہت عجیب ایام ہیں کہ روح اور جسم کا رابطہ تو ٹوٹ گیا ہے اور ابھی تک اس بزرخ والی دنیا سے مانوس نہیں ہوا ہے سالوں اسی مادی جسم کے ساتھ رہنے کی وجہ سے اس حد تک وہ حیران اور سرگردان ہو جاتا ہے کہ ٹھیک سے سمجھ بھی نہیں پاتا ہے کہ وہ کون ہے۔ اب بھی خیال کرتا ہے کہ اسی مادی جسم میں ہے یعنی اب بھی اسی مادی جسم کو سب کچھ سمجھتا ہے جسے قبر میں رکھا گیا ہے۔ اسے اتنی مدت گزرنے کی ضرورت ہے کہ عالم بزرخ سے مانوس ہو جائے اور اس مادی دنیا سے دور۔

(مترجم) قرآن کریم نے کئی ایک جگہوں پر ان لمحوں کی سختیوں کو بیان کیا جیسے سور مبارکہ ق میں آیا ہے کہ :

﴿وَجَاءُتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحْيِدُ﴾

موت کی غشی حقیقت بن کر آگئی یہ وہی چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ ۱ اور اسی طرح سورہ مبارکہ مومنوں میں بھی خدا فرماتا ہے:

﴿خَتَّىٰ إِذَا حَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلَّيٗ أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلْمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمَنْ وَرَأَهُمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبَعَثُونَ﴾ ۲

- (یہ غفلت میں پڑھے ہیں) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آ لے گی تو وہ کہے گا: اے پورودگار! مجھے واپس دنیا میں بھیج دے، - جس دنیا کو چھوڑ کر آیا ہوں شاید اس میں عمل صالح بجا لاوں، - ۳ برگز نہیں، یہ تو وہ جملہ ہے جسے وہ کہدے گا اور ان کے پیچھے اٹھائے جانے کے دن تک ایک بزرخ حائل ہے۔ ۴ دین میں بہت زیادہ تاکید کے ساتھ سفارش ہوئی ہے کہ موت کی ان گھریلوں میں اس کے ساتھ نیک برتاو کیا جائی حیرانی و پریشانی کی اس گھری میں اس کی مدد کی جائی تاکہ وہ خود کو آئستہ کسی اور دنیا کے لیے تیار کر سکے اور وہ اپنے آپ کو درک کر لے کہ کہاں ہے۔

میت کے دفن کے سلسلے میں دین کی سفارشیں
پہلا قدم: غسل اور اس کے آداب

سب سے پہلے دین نے حکم دیا ہے کہ میت کو غسل دیتے وقت گرم پانی اس کے اوپر نہ ڈالا جائے اور ادب کی رعایت کی جائے۔ روایات میں ہے کہ اس کے ساتھ مہربانی اور شفقت سے پیش آئیں۔ چونکہ ابھی میت اسی جگہ حاضر ہے اور خیال کرتا ہے کہ وہی بدن ہے جس میں وہ دوگھریاں پہلے تھا۔ غسل کرتے وقت دائیں بائیں پہلو بدلنے سے اسے اذیت ہوتی ہے۔ وہ درخت کے تنی کی طرح نہیں ہے کہ جو بھی من میں آئے اس کے ساتھ انجام دیا جائے اور گرم گرم پانی اس کے اوپر ڈالا جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: خدا اس انسان پر غصب کرے جو ضعیف اور کمزور مومن کے ساتھ نیک برتاو نہ کرے۔ یہ میت بھی ابھی ضعیف مومن ہے برجگ سے اس کا ہاتھ کوتاہ ہوا ہے اب وہ کسی کام پر قادر نہیں ہے پس اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں۔

دوسرा قدم: تشییع جنازہ کے آداب

امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں: بہتر ہے کہ مرحوم کی خبر مرگ مومن بھائیوں کو دی جائے تا کہ وہ اس کے جنازہ میں شریک ہوں، اس پر نماز پڑھیں اس کے لیے استغفار کریں اور میت کو اور ان کو بھی ثواب ملے۔ اور پھر جب اس کے بدن کو قبر کی طرف لے جا رہے ہوں گے تو آئستہ آئستہ لے جائیں۔ جلدی نہ کریں۔ لے جا کر اسے یوں ہی قبر میں نہ رکھیں ابھی تک اس نے خود کو نہیں پایا ہے اس پر بہت ہی سخت ہے کہ اس کا بدن کسی گھاٹے میں داخل کیا جائے۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ : قبر سے چند قدم فاصلے پر میت کو زمین پر رکھ دیں، کچھ لمبے ٹھہرنے کے بعد اسے زمین سے اٹھائیں۔ پھر چند قدم چل کر اسے دوسرا مرتبہ زمین پر رکھ دیں۔ پھر چند لمحوں بعد اسے اٹھائیں اور چند قدم آگے لے جائیں۔ تیسرا مرتبہ پھر اسی کو تکرار کریں، اس مرتبہ اسے قبر کے کنارے زمین پر رکھ دیں، چونکہ قبر بہت زیادہ ہولناک جگہ ہے میت کو تیار ہونے دیں۔ چوتھی مرتبہ پھر اسے اٹھائیں اور قبرمیں رکھ دیں۔ کس قدر اچھا ہے کہ لوگ ان آداب کو جان لیں اور ان کی رعایت کریں بعض لوگ تو دفن کے وقت زیارت عاشورا پڑھتے ہیں اسی طرح قرآن، درود اور دعاؤں کی آوازیں

بلند ہوتی ہیں۔ ہمیں نہیں معلوم ان دعاوں اور دورود و قرآن کا میت سے کیا رابطہ ہے لیکن ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ یہ چیزیں اسے خود کو پانے کے لئے مدد گار ثابت ہوتی ہیں۔ 5-

(مترجم) امام جعفر صادق (ع) سے منقول ہے کہ جب مومن کو قبر میں لٹاتے ہیں تو اسے آواز آتی ہے کہ سب سے پہلی عطا جو ہم نے تم پر کی ہے وہ بہشت ہے اور جو لوگ تیرتے جنازے کے ساتھ آئے ہیں ان پر ہم نے سب سے پہلی عطا یہ کی ہے کہ ان کے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

ایک اور حدیث میں آپ (ع) فرماتے ہیں کہ مومن کو قبر میں جو سب سے پہلا تحفہ دیا جاتا ہے ، وہ یہ ہے کہ اس کے ساتھ آئے والے تمام لوگوں کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ۔

ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں جو شخص کس مومن کے جنازے کے ہمراہ جاتا اور اس کے دفن تک وہاں رہتا ہے تو خداوند تعالیٰ قیامت کے دن ستر ملائکہ کو حکم دے گا کہ وہ قبر سے اٹھائے جانے سے حساب کے موقع تک اس کے ساتھ رہ کر اس کے لیے استغفار کرتے رہیں۔

نیز فرماتے ہیں : جو شخص جنازے کے ایک کونے کو کندھا دے گا تو اس کے پیچیں کبیرہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو شخص (بہ ترتیب) چاروں کونوں کو کندھا دے گا تو وہ گناہوں سے بربی ہو جائے گا۔

جنازے کو چار افراد اٹھائیں اور جو شخص جنازے کے ساتھ ہو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ سب سے پہلے میت کے دابنے ہاتھ کی طرف آئے جو جنازے کا بایاں پہلو ہے وہاں اپنا دایاں کندھا دے پھر میت کے دائیں پاؤں کی طرف آکر کندھا دے، اس کے بعد میت کے دائیں ہاتھ کی طرف آئے جو جنازے کا دایاں پہلو ہے، وہاں بایاں کندھا دے اور میت کے دائیں پاؤں کی طرف آئے اور آکر اس کونے کو دائیں کندھے پر اٹھائے۔ اگر وہ دوسری مرتبہ چاروں اطراف کو کندھا دینا چاہے تو جنازے کے آگے سے پیچھے کی طرف آئے اور مذکورہ طریقے سے اسے کندھا دے۔ اکثر علماء اس کے برعکس فرماتے ہیں کہ جنازے کے دابنے طرف سے ابتدا کرے یعنی میت کے دائیں طرف سے کندھا دے۔ لیکن معتبر احادیث کے مطابق پہلا طریقہ اچھا ہے اور اگر دونوں طریقوں سے جنازے کو کندھا دے تو بہت بہتر ہے۔ جنازے کے ساتھ چلنے میں افضل طریقہ یہ ہے کہ جنازے کے پیچھے چلے یا اسکے دائیں دائیں رہے، لیکن جنازے کے آگے ہرگز نہ چلے، اکثر حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر وہ جنازہ مومن کا ہو تو اس کے آگے چلنا بہتر ہے ورنہ پیچھے چلنا ہی مناسب ہے؛ کیونکہ ملائکہ اس کیلئے عذاب لے کر آگے سے آتے ہیں۔ جنازے کے ساتھ سوار ہو کر چلنا مکروہ ہے۔

تیسرا قدم: دفن اور اس کے آداب

اس کے بعد جب اسی قبر میں رکھ رہے ہوں تو اس کو ہلاتے جہنجھوڑتے ہوئے تلقین کریں یعنی جو شخص قبر کے اندر گیا ہوا ہے وہ میت کو یاد دلائے کہ کہاں ہے کیا کرنا ہے اسے سمجھائے کہ اب اپنے حواس کو سمیٹ لے خوف نہ کھائے جب دو مقرب فرشتے آئیں اور تم سے سوال کریں تو تمہیں اس طرح جواب دینا ہے۔ میت چونکہ حواس باختہ اور حیران ہے یہ چیزیں اس کے لئے سود مند ثابت ہوتی ہیں۔

چوتھا قدم : بعد از دفن کے آداب

دفن کرنے کے بعد اب میت کے دورہ نزدیک کے رشتے دار (جن کے ساتھ میت اپنی زندگی میں مانوس تھا ان کی آواز میت کے لئے آشنا ہے) اس کے پاس رہیں اور ایک بار پھر اسے تلقین کریں اور یاد دہانی کریں۔ حضرت زبرا سلام اللہ علیہا اپنے وصیت نامہ میں امیر المؤمنین علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد میرے سرپانے بیٹھیں یقیناً یہ گھڑی ایسی گھڑی ہے جس میں میت کو ان لوگوں کی ضرورت ہے جن کے ساتھ یہ زندگی میں مانوس تھا ایک دم اسے اکیلا نہ چھوڑیں۔

بہت افسوس کا مقام ہے کہ آج کل بعض جگہوں پر لوگ میت کے رشتے داروں کو مجبوراً قبر سے دور کر دیتے ہیں۔ شاید بعض رشتے داروں میں تحمل نہ ہو اور وہاں حد سے زیادہ جزع فزع کریں لیکن یہ جزع و فزع اس طرح ہو کہ ان لمحات میں میت کے لیے مفید ثابت ہو سکے۔ اس کے قریبی رشتے داروں میں سے بعض وہاں رہیں اور تلقین کریں اور یہ کام قدم بے قدم میت کے لیے مفید ہے اس لئے کہ میت کی ایسی فریادیں ہیں جن سے ہم واقف نہیں ہیں۔

مرحوم آیت اللہ انصاری ہمدانی رضوان اللہ علیہ جو کہ شہید دستغیب کے استاد تھے فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ ہمدان میں کسی شخص کی میت کو لوگ کاندھوں پر اٹھا کے لے جائیے تھے کہ میں نے اسے بزرخی جسم میں تابوت کے اوپر دیکھا میرے علاوہ کوئی دوسرا اسے نہیں دیکھ رہا تھا، میں دیکھ رہا تھا کہ اسے کسی بہت ہی تاریک جگہ لے جا رہے ہیں وہ کہنا چاہتا تھا کہ خدا یا مجھے نجات دے لیکن اس کی زبان سے لفظ "خدا" ادا نہیں ہو رہا تھا۔ میں اسے جانتا تھا وہ بہت ہی ستمگر حاکم تھا وہ لوگوں کو التماس کر رہا تھا کہ اسے نہ لے جائیں۔ ایسے حالات اس کو پیش آئے کہ ہم اسے درک نہیں کر سکتے ہیں درد بھرے لمحات اور حیرانی کا ایک عجیب عالم ہے۔

قبر کی پہلی رات

پہلی رات وہی ہے جس میں میت دفن ہوتی ہے قیامت کے برخلاف بزرخ میں ٹھیک اسی دنیا کی طرح دن رات ہوتے ہیں لیکن قیامت میں سورج، چاند، دن اور رات کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے۔ جبکہ بزرخ میں ابھی بھی دن رات ہے۔ قرآن کریم میں فرعونیوں کے بارے میں آیا ہے کہ صبح و شام ان پر آگ برسائی جاتی ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

یہ آیت بزرخ کے بارے میں ہے کہ صبح و شام کا ذکر کیا ہے چونکہ قیامت میں دن رات کا تصور نہیں ہے۔ بزرخ میں انسان کسی دوسری دنیا سے واقف ہو جاتا ہے نئے نئے لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے اور پہلی رات اس عالم کی پہلی رات ہے اپنے تمام تر ڈر اور خوف کے باوجود تاریک بھی ہے۔ کیا کسی میں یہ جرأت ہے کہ اس تاریک قبر میں ایک رات کے لیے سو سکے؟

اب یہ شخص ایک طرف سے ایک اجنیب اور ناواقف عالم میں عجیب و غریب لوگوں سے ملاقات کے بعض چہرے انتہائی خوفناک اور ڈراؤنے ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں سے بچھڑنے کا غم جن کے ساتھ اس نے ایک زندگی گزاری ہے یہ سب اسے ایک حیرانی اور پریشانی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اسی لیے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: میت کے لیے سب سے المناک گھری قبر کی پہلی رات ہے۔ یہ وہی رات ہے جس میں اسے دفن کیا گیا ہے لیکن ابھی تک اس نے اپنے آپ کو نہیں پایا ہے اور اس تنگ و تاریک جگہ میں رہنا نہیں یعنی روح اب بدن کو کنٹرول نہیں کر سکتی ہے لیکن ہمیشہ اس سے مانوس رہتی ہے اسی لئے جو لوگ قبر پر آتے ہیں میت ان کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ان سے مانوس ہوتی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: لوگ سوئے ہوئے ہیں جب مر جاتے ہیں تو بیدار ہو جاتے ہیں۔ 6

مرنے کے بعد اعمال کا رابطہ ٹوٹ جانا

قبر، دنیا کی آخری منزل اور آخرت کی پہلی منزل ہے یہاں سے کسی بھی حال میں دنیا کی طرف پلٹنا ممکن نہیں ہے۔ مرنے کے ساتھ تمام ذمہ داریوں نماز و روزہ اور باقی احکام الہی سے وہ آزاد ہو جاتا ہے شک و تردید کے تمام پرdest ہٹ جاتے ہیں اور آخرت پر ایمان کامل ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ ایمان اس کے کسی کام نہیں آئے گا۔

ایمان اس وقت کامیابی کا ضامن بن سکتا تھا جب وہ غیب پر ایمان لے آتے لیکن اب جب کہ کوئی چیز غیب نہیں رہی سب حقایق عیاں ہو گئے ہیں، انسان نے اپنے ارادتے کے بغیر قدرت الہی کے سامنے خود کو تسلیم کر دیا، ایمان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اسے اعمال صالحہ میں اب اضافہ ممکن نہیں ہے؛ ہاں اگر وہ خود اپنے لئے باقیات الصالحات چھوڑ آیا ہے یا اس کے پسمندگان اس کے لیے بھیج دیں تو آج اس کے کام آئے گا، جس طرح عمل صالح میں اضافہ ممکن نہیں ہے اسی طرح اس کے گناہوں سے بھی کسی گناہ کے کم ہونے کا کوئی راستہ نہیں ہے؛ مگر وہ اعمال صالحہ دنیا میں چھوڑ آیا ہے جو اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں یا کوئی اس کے لیے استغفار کرے۔ پس قبر ہمیشہ مشکلات اور حسرت کے عذاب سے عبارت ہے، یقین نہ کرنے کی حسرت، ایمان نہ لانے کی حسرت، مواقع اور فرصتوں کو ضایع کرنے کی حسرت، اعمال کو ریاکاری اور دکھاوا کے لیے انجام دینے کی حسرت، اور بزاروں حسرتیں۔۔۔

پہلی رات کی آمد

قبر کی سختیوں سے بچنے کے لئے امام صادق ہر صبح و شام یہ دعا پڑھتے تھے:

إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ مِنْ ضَعْطَةِ الْقَبْرِ وَ مِنْ ضَيْقِ الْقَبْرِ-7

خدا یا میں قبر کی تنگیوں، فشار اور سختیوں کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہے۔

جوں ہی وہ قبر میں وارد ہوتا ہے قبر کی پہلی رات کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اور ان لمحات کی سختیوں کا تحمل کرنا اس کے لئے سخت ہے۔ دوسری دنیا سے واقف ہونے، سختیوں کو جھیلنے کے لیے خود کو تیار کرنے، نکیر و منکر کے سوالوں کے جواب دینے وغیرہ کے لیے پہلی رات آغاز ہے اسی لیے یہ رات اس کے لیے دردناک رات ہے اور کسی کا بھی وباں سے بھاگنا ممکن نہیں، اور اگر اسی مادی دنیا میں اس کی سختیوں اور شدائی سے متعلق اسے علم ہوجائے تو اسی مادی دنیا میں انسان اپنے لیے نجات کا راستہ ڈھونڈ کر ان سختیوں سے بچ سکتا ہے اور دنیا میں ائمہ معصومین علیہم السلام سے عشق و عقیدت کی وجہ سے قبر میں بھی ان ہستیوں کو اپنی مدد کے لیے بلا سکتا ہے اگر چہ قبر کی پہلی رات بہت ہی سخت خوفناک اور ڈراؤنی ہے لیکن مومن کے لیے اللہ کے فرشتوں، اپنے نیک اعمال اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی تشریف آوری کی وجہ سے بہت ہی آسانی ہو جائے گی، بلکہ مومن اور کافر کی پہلی رات بالکل الگ تھلگ ہے مومن آسایشوں میں اور کافر سختیوں میں ہوں گے۔

نکیر و منکر

اس رات کے اہم واقعات میں سے ایک نکیر و منکر کے سوالات ہیں احادیث (جو کہ تواتر کی حد تک ہیں) کے مطابق، یہ دو فرشتے (جو بہت ہی رعب دار اور کریبہ المنظر ہیں) خدا کی طرف سے اس قبر میں نو وارد انسان کے اعتقادات کی جانچ پڑھا پر مامور ہیں۔ بعض روایتوں کے مطابق ان دونوں کو "قبر کے چوکیدار" بھی کہا گیا ہے یہ دونوں فرشتے پہلی رات قبر میں آجائے ہیں ایک دائیں طرف اور دوسرا دائیں طرف بیٹھتے ہیں اور شفایی امتحان شروع کرتے ہیں۔

یہ سوالات اہم عقاید کے بارے میں ہیں: جیسے رب کون ہے؟ پیغمبر کون ہے؟ امام کون ہے/ جوانی کو کن کاموں میں گزار دیا؟ وغیرہ پوچھئے جاتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا دَخَلَ حُفْرَتَهُ يَأْتِيهِ مَلَكًا: أَحَدُهُمَا مُنْكَرٌ وَ الْآخَرُ نَكِيرٌ، فَأَوْلُ مَا يَسْأَلُنَاهُ عَنْ رَبِّهِ وَ عَنْ نَبِيِّهِ وَ عَنْ وَلِيِّهِ، فَإِنْ أَجَابَ نَجَّا، وَ إِنْ تَحِيَّرَ عَذَابَهُ-8

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: بندہ جب قبر میں داخل ہو جاتا ہے تو دو فرشتے آئے ہیں ایک

کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے پس سب سے پہلے اس کے رب کے بارے میں، نبی کے بارے میں اور امام کے بارے میں سوال کریں گے اگر ٹھیک جواب دیا تو وہ نجات پائی گا لیکن اگر جواب نہ دے سکا تو اسے عذاب میں مبتلا کریں گے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں : نماز ، دین کے واجبات میں سے ایک ہے اور ملک الموت کے پاس سفارش کرئے گی، قبر میں انسان کے لیے مونس ہے اور نکیر و منکر کے سوالوں کا جواب بھی نماز ہے۔ 9-

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے: انسان کو جب قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو دو فرشتے (نکیر و منکر) اس کے پاس آتے ہیں اس حال میں کہ اپنے بالوں کو زمین پر کھینچتے ہوئے دونوں پاؤں سے زمین کو چیرتے ہوئے آئیں گے ان کی آواز گرج اور بجلی کی آواز کی طرح ہو گی ان کی آنکھیں سخت بجلی کی طرح آنکھوں کو خیرہ کرنے والی ہوں گی۔ انسان سے پوچھیں گے تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دے گا کہ خدا میرا پروردگار ہے، اسلام میرا دین اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم میرا نبی ہے۔ اس وقت وہ دونوں اس سے کہیں گے خدا تم کو اسی پر جس پر تو راضی ہے ثابت قدم رکھے۔ اس کے بعد وہ دونوں فرشتے اس کی قبر کو وباں تک گشادہ کریں گے جہاں تک اس کی بینائی کام کرئے گی اور اس کی قبر سے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیں گے 10--

فرشتہ

روایات میں آیا ہے جس رات انسان کو قبر میں رکھے جاتے ہیں منکر اور نکیر علیہما السلام تشریف لاتے ہیں ان کے چہرے سیاہ اور آنکھیں خیرہ کرنے والی، اگلے دو دانتوں سے زمین پر لکیر کھینچتے ہوئے گرج اور بجلی کی سی آوازیں نکالتے ہوئے آئیں گے اگر وہ انسان مومن ہے تو ان لمحات میں اس کا ہوش و حواس اور عقل ٹھکانے رہے گا اور اپنے صحیح جوابات کے ذریعے سختیوں کو خود سے دور کرے گا اور اس کی قبر جنت کے باگوں میں سے ایک باغ ہوگی لیکن اگر وہ انسان کافر اور فاسق ہے تو وہ صحیح جواب نہیں دے سکے گا اس کے لیے قبر ایک گھاٹی ہے جہنمی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی۔

اگر روایات میں "نکیر اور منکر کے شر" یا "نکیرین کا خوف" جیسی عبارتیں آئی ہیں تو اس کا مطلب وہ ڈر اور اضطراب ہے جو میت کو ان دونوں فرشتوں کو دیکھنے کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے؛ اسی لیے مشکلات سے بچنے اور سختیوں سے نجات کے لیے سورہ ملک کی تلاوت کرنے کی سفارش ہوئی ہے اسی طرح بعض دعائیں بھی وارد ہوئی ہیں جن کا ان کٹھن لمحات میں پڑھنا میت کے لیے آسانی کا باعث ہوتا ہے۔

اسی طرح میت کے رشتے داروں کو سفارش کی گئی ہے کہ دفن کے بعد اسے اکیلا نہ چھوڑا جائے اور تلقین کی جائے تاکہ نکیرین کے سوالوں کے جواب دینے میں اسے آسانی ہو سکے۔ 11

بعض روایات کے مطابق قبر میں سوال جواب تمام لوگوں سے نہیں بلکہ بعض خاص لوگوں سے ہوگا جو کافر محض یا مومن محض ہوگا اس سے سوال جواب ہوگا لیکن جو لوگ ان کے درمیان ہوں گے ان کا حساب و کتاب قیامت کے دن ہوگا۔

لَا يُسْأَلُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا مَنْ مَحْضَ الْإِيمَانَ مَحْضًا أَوْ مَحْضَ الْكُفْرَ مَحْضًا وَ الْآخَرُونَ يُلْهَوْنَ عَنْهُمْ

قبر میں سوال نہیں ہو گا مگر صرف ان لوگوں سے جو خالص ایمان یا خالص کفر کے حامل ہوں گے۔

یہ روایتیں کسی اور انداز میں بھی ائمہ معصومین علیہم السلام سے نقل ہوئی ہیں۔ ابو بکر حضرتمی کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا : من المسئولون فی قبورهم کن لوگوں سے ان کی قبروں میں

سوال ہوگا؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ لوگ جن کا ایمان یا کفر خالص ہو گا۔ اس کے بر عکس بعض روایات میں ہے کہ یہ سوال و جواب کسی خاص گروہ یا شخص سے مخصوص نہیں ہے بلکہ سب کے سب نکیرین کی پوچھ تاچھ کی لپیٹ میں آئیں گے۔ بعض علماء معتقد ہیں کہ دقیق سوالات یعنی اعمال کی پوری چھان بین تو صرف خالص مومن اور خالص کافر سے ہو گی لیکن باقی لوگوں سے ایم ایم سوالات کئے جائیں گے جزئیات اور چھوٹے چھوٹے اعمال سے متعلق قبر میں سوال نہیں ہوگا - 12 شاید یہی وجہ ہوگی کہ بعض لوگ قیامت کے دن حساب و کتاب کے بغیر جنت اور جہنم میں جائیں گے لیکن باقی لوگوں کے اعمال کا پوری دقت کے ساتھ حساب کتاب ہوگا۔

قبر کی سختیوں سے نجات کی رابین

نکیر اور منکر کے سوالوں کا آسانی سے جواب دینے اور قبر کی عذاب سے بچنے کے لیے بعض اعمال کے انجام دینے کی بہت زیادہ تاکید ہوئی ہیں ۔

نماز

ضمیرہ بن حبیب کہتا ہے کہ نماز کے بارے میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا تو آپ ص نے فرمایا : نماز دین کے واجبات میں سے ایک ہے اور نماز ملک الموت کے سامنے سفارش کرنے والی، قبر میں مونس اور نکیر و منکر کے لئے جواب ہے۔ 13

نماز شب

اسی طرح نماز شب کے بارے میں امام صادق علیہ السلام اپنے آباء سے اور وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نماز شب خدا کی رضایت ، فرشتوں سے دوستی ، قبر میں انیس و مونس اور نکیر و منکر کے سوالوں کے جواب کا باعث بنتی ہے۔

لیلة الرغائب کی نماز

ماہ ربیع کی پہلی شبِ جمعہ کو لیلة الرغائب (رغبتون والی رات) کہا جاتا ہے اس شب کیلئے رسول خدا سے ایک نماز نقل ہوئی ہے کہ جس کے فضائل بہت زیادہ ہیں جنہیں سیدنے اقبال اور علامہ مجلسی نے اجازہ بنی زبیر میں ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نماز کی برکت سے کثیر گناہ معاف ہو جائیں گے اور قبر کی پہلی رات یہ نماز بحکم خدا خوبصورت بدن، خندہ چہرہ اور صاف و شیرین زبان کے ساتھ آکر کہے گی اے میرے حبیب خوشخبری ہو تجھے کہ تو نے ہر تنگی و سختی سے نجات پالی ہے وہ شخص پوچھے گا تو کون ہے؟ خدا کی قسم میں نے تجھ سے خوبصورت اور شیرین کلام اور خوشبو والا کوئی نہیں دیکھا؟ وہ جواب دے گی میں تیری وہ نماز اور اس کا ثواب ہوں جو تو نے فلاں رات فلاں سال میں پڑھی تھی آج میں تیری حق کی ادائیگی کیلئے حاضر اور اس وحشت و تنهائی میں تیری ہدم و غمخوار ہوں کل روز قیامت جب صور پھونکا جائے گا۔ تو اس وقت میں تیری سر پر سایہ کروں گی پس خوش و خرم رہ کہ خیر و نیکی کبھی تجھ سے دور نہیں ہوگی۔

ماہ شعبان کا روزہ

جو بھی ماہ شعبان میں نو دن روزہ رکھے نکیرین سوال کرتے وقت اس سے نرمی اور مہربانی سے پیش آئیں گے۔ 14

حضرت علی علیہ السلام کی دوستی اور اطاعت

جو بھی علی علیہ السلام سے محبت کرے تو خدا منکر اور نکیر کے خوف کو اس سے دور کر دینا ہے ، اس کی قبرکو روشن کرتا ہے اور اس کے چہرے کو نورانی کرتا ہے۔ 15

حقیقت میں قبر وہی بزرخ ہے جس میں انسان مرنے کے بعد سے صور پھونکنے تک رہے گا روایات میں اس جگہ کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قرآن کریم پہلے بڑے لوگوں کی تمباویں کو بیان کرتا ہے جو اس دنیا سے جا چکے ہوں گے کہ ان کی تمبا یہ ہے کہ انہیں واپس اس دنیا میں بھیج دیا جائے تاکہ نیک عمل بجا لاسکیں لیکن ان کی یہ تمبا کبھی بھی پوری نہیں ہو گی۔ 16

اس کے بعد ارشاد فرماتا ہے:

وَ مِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبَعَثُونَ

اور ان کے پیچے اٹھائے جانے کے دن تک ایک بزرخ حائل ہے۔

اسی طرح بزرخ میں رینے والوں کی حالت یوں بیان کرتا ہے:

وَ مَا نُوَحَّرْهُ إِلَّا لِأَجَلٍ مَعْدُودٍ يَوْمٌ يَأْتِ لَا تَكَلُّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَمِنْهُمْ شَقِيقٌ وَ سَعِيدٌ فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَ شَهِيقٌ حَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَ الْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَالٌ لِمَا يُرِيدُ وَ أَمَّا الَّذِينَ سَعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ حَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَ الْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْدُودٍ ۚ ۱۷

اور ہم اس دن کے لانے میں فقط ایک مقررہ وقت کی وجہ سے تاخیر کرتے ہیں قیامت کے دن اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی بات نہیں کر سکے گا۔ یعنی اللہ کی بارگاہ سے کسی قسم کی شفاعت اور التجا کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہو گی مگر یہ کہ اللہ اجازت دے دے۔ جب وہ دن آئے گا تو اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی بات نہ کر سکے گا، پھر ان میں سے کچھ لوگ بدخت اور کچھ نیک بخت ہوں گے۔ پس جو بدخت ہوں گے وہ جہنم میں جائیں گے جس میں انہیں چلانا اور دھاڑنا ہو گا۔ وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے جب تک آسمانوں اور زمین کا وجود ہے مگر یہ کہ آپ کا رب (نجات دینا) چاہے، بیشک آپ کا رب جو ارادہ کرتا ہے اسے خوب بجا لاتا ہے۔ ۱۸ اور جو نیک بخت ہوں گے وہ جنت میں ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان اور زمین کا وجود ہے مگر جو آپ کا رب چاہے، وہاں منقطع نہ ہونے والی بخشش ہو گی۔ ۱۹

«ما دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَ الْأَرْضُ» والی عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ جنت اور جہنم سے مراد قیامت سے پہلے والی جنت اور جہنم ہے اس لیے کہ قیامت کے دن زمین و آسمان کو اکھاڑا دیا جائے گا؛ اسی لیے وہ لوگ جو بزرخی ثواب اور عقاب کے منکر ہو گئے امام علی علیہ السلام نے ان کی رد میں ان آیات کو دلیل کے طور پر پیش کیا اور فرمایا:

اور وہ لوگ جو قیامت سے پہلے بزرخ کے ثواب اور عقاب کا انکار کرتے ہیں ان کی باتوں کو رد کرنے کے لئے یہ آیات کافی ہیں۔ امام علیہ السلام مندرجہ بالا آیات کی تلاوت فرماتے ہیں اور اس کے بعد فرماتے ہیں: کہ «إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ» سے مراد قیامت سے پہلے کی زمین اور آسمان ہے اس لیے کہ قیامت کے دن زمین اور آسمان کو اکھاڑا جائے گا۔ جیسے اوپر والی آیت (وَ مِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبَعَثُونَ) اور بزرخ دو جہانوں دنیا اور آخرت کے درمیان والی عالم سے عبارت ہے اور ثواب و عقاب بھی اس عالم میں یعنی بزرخ میں اسے ملتا رہتا ہے جیسا کہ خدا ارشاد فرماتا ہے

«النَّارُ يُعَرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًا وَ عَشِيًّا وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ» ۲۰

وہ لوگ صبح و شام آتش جہنم کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور جس دن قیامت برپا ہو گی (تو حکم ہو گا) آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔ ۲۱

قیامت بہیشہ رینے والا گھر ہے وہاں صبح و شام نام کی کوئی چیز نہیں ہے یہ تو اس مادی دنیا کی صفات ہیں خدا وند عالم اپل بہشت کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَ عَشِيًّا

جنت میں لغویات کا وجود نہ ہو گا۔ یہاں امن و سکون، کیف و سور اور رضائے رب کے سائے میں ہر خواہش پوری ہو گی تو فضا سلام ہی سلام کی ہو گی۔ 22

یہ صبح و شام بزرخ کی اوصاف میں سے ہیں جو قیامت سے پہلے واقع ہو گا۔ خدا وند اس گروہ کے بارے میں فرماتا ہے

۲۳- ﴿مُنَّكِّرُينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَ لَا زَمْهَرِيرًا﴾

وہ اس (جنت) میں مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جس میں نہ دھوپ کی گرمی دیکھنے کا اتفاق ہو گا اور نہ سردی کی شدت۔

یہ ٹھیک اسی بات کی طرح ہے جو شہیدوں کے بارے میں خدا ارشاد فرماتا ہے:

۲۴- ﴿وَ لَا تَحْسَبَنَ الَّذِينَ قُتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَ يَسْتَبِشُرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ حَلْفِهِمْ أَلَا حَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزُنُونَ يَسْتَبِشُرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَ فَضْلٍ وَ أَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ﴾

اور جو لوگ راہ خدا میں مارتے گئے ہیں قطعاً انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس سے رزق پا رہے ہیں۔ 25

الله نے اپنے فضل سے جو کچھ انہیں دیا ہے اس پر وہ خوش ہیں اور جو لوگ ابھی ان کے پیچھے ان سے نہیں جا ملے ان کے بارے میں بھی خوش ہیں کہ انہیں (قیامت کے روز) نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ محزن ہوں گے وہ الله کی عطا کردہ نعمت اور اس کے فضل پر خوش ہیں اور اس بات پر بھی کہ الله مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ امام سجاد علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

«هُوَ الْقَبْرُ وَ إِنْ لَهُمْ فِيهِ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَ اللَّهُ إِنَّ الْقَبْرَ لِرَوْضَةٍ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حَفْرَ النَّارِ»

بزرخ سے مراد قبر ہے اور مرنے والوں کے لیے اس میں ایک نہایت ہی کٹھن زندگی ہے خدا کی قسم قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی، خدا کی قسم میں تم لوگوں پر صرف بزرخ کے بارے میں ڈرتا ہوں۔

ہاں قبر کی باطن اور حقیقت وہی ہے یعنی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا جہنم کے گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی۔ قبر کی وحشتوں اور مشکلات کا آغاز بدن کے اس قبر میں رکھنے کے بعد سے ہوتا ہے۔ پہلی رات، فشار اور نکیر و منکر کے سوالات یہاں کی سخت گھریلوں میں سے ہیں کہ کسی کو ان سے چھٹکارا ممکن نہیں؛ مگر یہ کہ اس سے پہلے اپنے لیے نیک عمل بھیج چکا ہو۔ روایت میں آیا ہے لوگ کسی قبر کو کھود رہے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی سے ان کے پاس گئے اور رونا شروع کیا، اس حد تک آپ ص روئے کہ زمین آپ کی آنسو سے گیلی ہو گئی، آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

«إِخْوَانِي لِمِثْلِ هَذَا فَأَعِذُّوا»؛

مبہرے بھائیو! اس کی طرح اپنے آپ کو (قبر کے لیے) تیار کر لیں 26

جیسا کہ پہلے بھی کہا کہ دین مقدس اسلام میت کے بارے میں بہت سفارش کرتا ہے کہ اسے جلدی بازی اور بلا فاصلہ قبر میں نہ رکھ دیں دین سے پہلے ٹھہریں کچھ دیر اسے قبر کے کنارے پر رکھ دیں پھر اسے قبر میں رکھ

دین، دفن کے بعد اس کے اوپر تلقین پڑھیں اس کی دفن کی رات نماز وحشت پڑھیں۔ یہ سب اس لیے ہیں کہ ان کے برکت سے فشار قبر اور سختیاں اس سے کم ہو جائیں ۔

فشار قبر قابل توصیف نہیں ہے اور اس کی حقیقت سے ہم واقف نہیں ہے اجمالاً کہہ سکتے ہیں کہ انسان اس دنیا سے جانے کے بعد اس نئی منزل پر بہنج جاتا ہے اور وہ نا آشنا نو وارد انسان ہے اس لیے وہ وہ سختیوں میں مبتلا ہو گا۔

منکر اور نکیر ہماری حقیقت اور باطن کے بارے میں ہم سے سوال کریں گے امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

«يَحِيٌءُ الْمَلَكَانِ مُنْكِرٌ وَ نَكِيرٌ إِلَى الْمَيِّتِ حِينَ يُدْفَنُ أَصْوَانُهُمَا كَالرَّعْدِ الْقَاصِفِ وَ أَبْصَارُهُمَا كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ يَخْطَانِ الْأَرْضَ بِأَنْيَابِهِمَا وَ يَطْئَانِ فِي شُعُورِهِمَا. فَيَسْأَلُانِ الْمَيِّتَ مَنْ رُبِّكَ وَ مَا دِينُكَ قَالَ فَإِذَا كَانَ مُؤْمِنًا قَالَ اللَّهُ رَبِّيْ وَ دِينِيُّ الْإِسْلَامُ فَيَقُولُانِ لَهُ مَا تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي خَرَجَ بَيْنَ ظَهْرَانِيْكُمْ فَيَقُولُ أَعْنَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَ تَسْأَلَانِي فَيَقُولُانِ لَهُ شَهَدْ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ فَيَقُولُونَ أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ فَيَقُولُانِ لَهُ نَمْ نَوْمَةً لَا حُلْمَ فِيهَا وَ يُفْسِحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ تِسْعَةً أَذْرُعٍ وَ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ وَ يَرَى مَقْعَدَهُ فِيهَا وَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ كَافِرًا دَخَلَ عَلَيْهِ وَ أَقِيمَ الشَّيْطَانُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَيْنَاهُ مِنْ نُحَاسٍ فَيَقُولُانِ لَهُ مِنْ رُبِّكَ وَ مَا دِينُكَ وَ مَا تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي قَدْ خَرَجَ مِنْ بَيْنَ ظَهْرَانِيْكُمْ فَيَقُولُ لَا أَذْرِي فَيُخَلِّيَانِ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الشَّيْطَانِ فَيُسْلِطُ عَلَيْهِ فِي قَبْرِهِ تِسْعَةً وَ تِسْعَينَ تِنْبِيَانَ لَوْ أَنَّ تِنْبِيَانًا وَاحِدًا مِنْهَا نَفَحَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْبَثْ شَجَرًا أَبَدًا وَ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى النَّارِ وَ يَرَى مَقْعَدَهُ فِيهَا»

جب میت کو دفن کیا جاتا ہے تو دو فرشتے اس کے پاس آئیں گے ان دونوں کی آواز چیخ، گرج اور بجلی کی طرح ہو گی اور ان کی آنکھیں بجلی کی چمک کی طرح خیرہ کرنے والی، اس حالت میں زمین کو اپنے دانتوں سے تھس نہس کرتے ہوئے اور اپنے بالوں کو زمین پر کھینچتے ہوئے ، میت سے پوچھیں گے:

تیرا رب کون؟ تیرا دین کیا ہے؟

اس وقت اگر مومن ہے تو بڑی آسانی سے ان سوالوں کے جواب دے گا اور کہے گا کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اسلام میرا دین ہے۔

وہ دونوں میت سے پھر کہیں گے کہ:

کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو جو ابھی تمہاری مدد کے لیے آیا تھا؟

میت جواب دے گا کہ کیا پیغمبر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھ رہے ہو ؟

فرشتے پھر اس سے کہیں گے کہ اب تو گواہی دو کہ وہ خدا کے پیغمبر ہیں۔

میت کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ خدا کے پیغمبر ہیں۔

(اس طرح وہ امتحان میں پاس ہو گا) اب اسے کہا جائے گا: سو جا! ایسی نیند سو جا کہ جس میں کوئی خواب نہیں۔ اب اس کے قبر کو نو ذراع کے برابر وسیع کر دیں گے اور اس کے لیے بہشت کی جانب ایک دروازہ کھول دیں گے اور وہ بہشت میں اپنے مقام کو مشاہدہ کرے گا۔

لیکن اگر کافر ہے ، تو فرشتے اس حال میں اس کے پاس آئیں گے اور اس کے پاس بیٹھیں گے کہ گویا دھوکا ایک ہیکل بیٹھا ہوا ہے اور اس سے سوال کریں گے کہ :

تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟

جو شخص تمہاری نصرت کے لیے آیا تھا اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟

ان سوالوں کے جواب میں وہ کہے گا کچھ نہیں جانتا ہوں۔

اس وقت اس کے اور شیطان کے درمیان والی جگہ کو خالی کر دیا جائے گا۔ اور اس کی قبر پر ننانو ہے ایسے

سانپوں کو مسلط کیا جائے کہ جن میں سے ایک بھی اگر زمین پر سانس لے تو کوئی درخت نہیں اگے گا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے آگ ہی آگ ہوگی اور وہ جہنم میں اپنی جگہ دیکھ لے گا۔

ہاں بزرخ اسی مادی دنیا کی باطنی صورت ہے اور ہم اس کے درک سے عاجز ہیں-27

جو چیز ہمارے لیے قابل درک ہے وہ یہ ہے کہ قبر زمین کے اندر ہے لیکن اس کی حقیقت سے ہم جاہل ہیں۔ یہ قبر نیک اور صالح لوگوں کے لیے جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے لیکن فاسقوں اور کافروں کے لیے جہنم کے گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی۔ اب یہ بہشت اور دوزخ کیا ہی قیامت والی بہشت اور دوزخ ہے یا کوئی اور بہشت و دوزخ، ہم اس سے جاہل ہیں مرنے کے بعد ہی واضح ہو جائے گا۔ جو چیز اس فانی دنیا میں ہمارے لیے اہمیت کی حامل ہے وہ یہ کہ ہم عمل صالح انجام دیں اور اہل بیت علیہم السلام سے عشق و محبت رکھیں یہی تنہ راستہ ہے جو ہماری قبر کو روشن اور بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا سکتا ہے۔

حوالہ جات:

1. سورہ ق : 19

2. سورہ مومنوں : 99 - 100

3. ارتقائی سفر میں واپسی ممکن نہیں ہوتی۔ جس طرح انسان عالم جنین سے عالم نطفہ کی طرف واپس نہیں آ سکتا، اسی طرح عالم بزرخ سے بھی واپسی ممکن نہیں ہے۔ بزرخ، قبر سے لے کر قیامت تک کے عرصے کا نام ہے۔ بزرخ دو چیزوں کے درمیان حد فاصل کو کہتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے: القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار (الخرائج 1: 172) قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہو گی یا آگ کے گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی۔ (محسن علی نجفی)

4. وَمِنْ وَرَاهْمَ بَرْزَحُ : اس آیت میں فرمایا: موت اور قیامت کے درمیان ایک بزرخ یعنی حد فاصل ہے۔ لیکن اس حد فاصل میں زندگی بھی ہے۔ اس کی صراحة نہیں ہے، البتہ شہیدوں کی حیات بزرخی کے بارے میں صراحة موجود ہے۔ حیات بزرخی کی نوعیت بھی ہمارے معلوم نہیں ہے، چونکہ یہ حیات، دنیوی حیات کی طرح ہرگز نہیں۔ ہمارے نزدیک حیات بزرخی مؤمن خالص اور کافر خالص کے لیے موجود ہے۔ باقی انسانوں کے لیے قبر کے سوال کے بعد حیات بزرخی نہیں ہے۔ بعض اہل تحقیق نے بزرخی زندگی کو عالم خواب کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ کچھ کو بہت شیرین خواب آتا ہے اور بعض کو ڈراونا خواب اور بعض کو کوئی خواب نہیں آتا۔ (محسن علی نجفی)

5. مترجم: بعض علاقوں میں یہ رسم پائی جاتی ہے قبر میں رکھنے سے پہلے ایک مرثیہ پڑھا جاتا ہے جو کہ بہت ہی نیک عمل ہے وہ انسان جس نے اپنی پوری زندگی امام حسین علیہ السلام سے عقیدت و الفت میں گزاری ہے کیا بہتر ہے آج جب وہ اس نئی گھر میں داخل ہو رہا ہے تو ان مرثیوں کو پڑھیں جن سے وہ آشنا ہے۔

6. قَالَ عَنِ النَّاسِ نِيَامٌ فَإِذَا مَاتُوا انْتَبَهُوا (احسایی، ابن ابی جمهور، محمد بن علی، عوالی اللہالی العزیزیہ ج 4، ص: 73)

7. کلینی، ابو جعفر، محمد بن یعقوب، الکافی ج 2، ص: 526

8. ابن طاووس، علی بن موسی، کشف المحة لثمرة المحة ص 272

9. سُلَيْلَ النَّبِيِّ صَ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ عَنِ الصَّلَاةِ مِنْ شَرَائِعٍ ... وَ شَفِيعٌ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ مَلِكِ الْمَوْتِ وَ أَنْسُ فِي قَبْرِهِ ... وَ جَوَابٌ لِمُنْكِرٍ وَ نَكِيرٍ (ابن بابویہ، محمد بن علی، الخصال؛ ج 2؛ ص 522)

10. انَّ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَ قَالَفَإِذَا دَخَلَ قَبْرَهُ اَتَاهُ مَلْكَانِ- وَ هُمَا فَتَّانَا الْقَبْرَ يَجْرِي اَشْعَارَهُمَا- وَ يَنْحِتَانِ الْأَرْضَ بِأَنْيَابِهِمَا- وَ أَصْوَاتِهِمَا كَالرَّعْدِ الْعَاصِفِ- وَ أَبْصَارُهُمَا كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ- فَيَقُولُانِ لَهُ مَنْ رَبُّكَ وَ مَنْ نَبِيُّكَ وَ مَا دِيْنُكَ «1» فَيَقُولُ: اللَّهُ رَبِّي وَ مُحَمَّدٌ نَبِيُّي وَ الْإِسْلَامُ دِيْنِي «2» فَيَقُولُانِ شَبَّاكَ اللَّهُ بِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضَى وَ هُوَ قَوْلُ اللَّهِ «يُبَتِّلُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ التَّالِيٍّ» فَيَفْسَحَانِ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدْ بَصَرِهِ- وَ يَفْتَحَانِ لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ (قمي، على بن ابراهيم، تفسير القمي ج 1؛ ص369)

11. اصول کافی، باب المسألة فی القبر

12. محمدی اشتھاردی، عالم بزرخ چند قدموں ما، ص 109

13. نصائح ص 369

14. ثواب الاعمال شیخ صدوق ص 82

15. بحار الانوار ج 1 ص 254

16. حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدُهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبُّ ارْجِعُونِ لَعَلَّيْ أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَ مِنْ وَرَائِهِمْ بَرَزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ یہ غفلت میں پڑھ بیں) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آ لے گی تو وہ کہے گا: اے پروردگار! مجھے واپس دنیا میں بھیج دے، جس دنیا کو چھوڑ کر آیا ہوں شاید اس میں عمل صالح بجا لاؤں، برگز نہیں، یہ تو وہ جملہ ہے جسے وہ کہدے گا اور ان کے پیچھے اٹھائے جانے کے دن تک ایک بزرخ حائل ہے۔

ارتقائی سفر میں واپسی ممکن نہیں ہوتی۔ جس طرح انسان عالم جنین سے عالم نطفہ کی طرف واپس نہیں آ سکتا، اسی طرح عالم بزرخ سے بھی واپسی ممکن نہیں ہے۔ بزرخ، قبر سے لے کر قیامت تک کے عرصے کا نام ہے۔ بزرخ دو چیزوں کے درمیان حد فاصل کو کہتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے: القبر روضۃ من ریاض الجنة او حفرة من حفر النار (الخرائج 1: 172) قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہو گی یا آتش کے گھاؤں میں سے ایک گھاٹا۔

17. سورہ ہود: 104 سے 108 تک۔

18. شیخ محسن نجفی صاحب اس آیت کی ذیل میں فرماتے ہیں : جہنمی زندگی کی ابدیت کو بتاتے ہوئے فرمایا: جب تک آسمان و زمین موجود ہوں گے یہ لوگ جہنم میں رہیں گے۔ اس سے جہنم کے آسمان و زمین مراد ہیں، ورنہ دنیاوی آسمان و زمین تو نابود ہو چکے ہوں گے۔

19. جو شیخ محسن نجفی صاحب اس آیت کی ذیل میں فرماتے ہیں : نیک بخت لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہ اللہ کے وعدے کے مطابق ہے اور یہ ناممکن ہے کہ اللہ اپنے وعدے کے خلاف ورزی کرے، لہذا یہ ناممکن ہے کہ کوئی نیک بخت جنت میں نہ جائے اور ساتھ یہ بھی وعدہ ہے کہ وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے، لہذا یہ بھی ناممکن ہے کہ اللہ کسی کو جنت سے نکال دے۔ اس لیے فرمایا کہ جنت کی بخشش غیر مقطوع اور دائمی ہے۔ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ صرف اپنی قدرت کاملہ و تصرف کو بتانے کے لیے ہے کہ یہ امر کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں ہے، اللہ بر وقت بر عمل پر قادر ہے۔

20. سورہ مومن : 46
 21. - شیخ محسن نجفی صاحب اس آیت کی ذیل میں فرماتے ہیں : بزرخ میں شہیدوں اور بلند درجات والے مؤمنوں اور سنگین جرائم کے مرتکب کافروں کے لیے بزرخی زندگی ہو گی۔ اس آیت سے یہی ثبوت ملتا ہے کہ آل فرعون کو بزرخی زندگی میں صبح و شام دوزخ کی آگ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور قیامت آنے پر انہیں شدید عذاب دیا جائے گا۔

22. بعض مفسرین فرماتے ہیں صبح و شام رزق میسر آئے کا مطلب یا تو یہ ہو سکتا ہے کہ رزق انہیں بغیر کسی تعطل کے ہمیشہ ملتا رہے گا یا اس سے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ جنت کی زندگی میں سورج چاند نہ بھی ہوں، تاہم صبح و شام کے اوقات ہوں گے
23. سورة انسان: 13
24. سورہ آل عمران : 169 - 171
25. منافقین کے اس طنز کہ مسلمان بے ڈھنگی لڑائی کی وجہ سے مارے گئے، کا جواب ہے۔ جو لوگ راہ خدا میں مارے جاتے ہیں وہ زندہ ہیں، کیونکہ موت شعور سلب ہونے سے عبارت ہے۔ شہید چونکہ رزق پاتے ہیں، لہذا وہ شعور کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اللہ سے رزق پانے کا لازمہ خوشی و مسرت ہے۔ انہیں نہ خوف لاحق رہتا ہے اور نہ حزن و ملال، کیونکہ کسی موجودہ آسائش کے سلب ہونے کا خطرہ ہو تو خوف لاحق ہوتا ہے اور سلب ہو جائے تو حزن لاحق ہو جاتا ہے۔ اللہ کے ہاں رزق پانے کے بعد اس کے سلب ہونے کا کوئی خوف قابل تصور نہیں ہے اور یہ رزق چونکہ ابدی ہے اور اس کے چہن جانے کی نوبت نہیں آتی اس لیے حزن بھی قابل تصور نہیں ہے
26. مستدرک الوسائل ج 2 ص 465
27. عبارت دیگر : دنیا میں اعمال صرف علم حصولی کی حد تک ہے لیکن بزرخ میں اعمال اپنی جسامت کے ساتھ انسان کے لیے ظاہر ہوں گے۔

كتاب نامہ

- کلینی، ابو جعفر، محمد بن یعقوب، الکافی (ط - الإسلامية)، 8 جلد، دار الكتب الإسلامية، تهران - ایران، چهارم، 1407 هـ ق
- ابن طاووس، علی بن موسی، کشف المحة لثمرة المهجة، 1 جلد، بوستان کتاب - قم، چاپ: دوم، 1375 ش.
- ابن بابویہ، محمد بن علی، الخصال، 2 جلد، جامعہ مدرسین - قم، چاپ: اول، 1362 ش.
- قمی، علی بن ابراهیم، تفسیر القمی، 2 جلد، دار الكتاب - قم، چاپ: سوم، 1404 ق.
- احسایی، ابن ابی جمهور، محمد بن علی، عوالی اللئالی العزیزیة، 4 جلد، دار سید الشهداء للنشر، قم - ایران، اول، 1405 هـ ق